ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

## تاریخ کا فیصلہ

زندگی کتنی ہی شاندار اور عظیم ہو لیکن
تاریخ اپنے فیصلہ کے لیے ہمیشہ موت کی
منتظر رہتی ہے

(ابو الکلام آزاد)

یکم ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ | ۲ اپریل ۱۹۷۶ء

# احادیث رسول

## مسلمان کا خون

زَوَالُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ۔

ترجمہ: اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کے مقابلہ میں تمام دنیا کی بربادی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔

یہ حدیث پہلے سبق میں بیان کی جا چکی ہے لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم دوبارہ اس حدیث کو دوہراتے ہیں۔ ہم یہ بتلا رہے تھے کہ ایک مسلمان کی قیمت تمام دنیا سے زیادہ کیوں ہے؟ اور گفتگو اس حد تک ہو چکی تھی کہ انسان کی ترقی اور ایجادات صرف اس وقت تک مفید ہو سکتی ہیں جب تک انسان مقررہ حدود سے آگے نہ بڑھے، نیکی بدی کا احساس رکھے اور اگر اُسے احساس نہ رہے تو کوئی زبردست قوت یہ سبق دلانے والی اور برائیوں سے روکنے والی موجود ہو۔

دنیا کی ترقی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب باہمی کشمکش کی بجائے امن کی فضا ہو۔ اور دنیا کا امن وامان بھی اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے جب انسان کے پیش نظر یہ بلند مقصد ہو۔ وہ خالق حقیقی پر ایمان رکھتا ہو اور اسی کی خوشی اور رضا جوئی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو۔ اللہ پر ایمان ہی ایک ایسی صفت ہے جو امن برقرار رکھ سکتی ہے۔ ایماندار شخص ادنیٰ جذبات سے بہت بلند ہو کر اجتماعی فائدے کے لیے سوچتا ہے۔ خود غرضی، دشمنی اور حسد کے جذبات کی بجائے اس کے اندر ایک دوسرے کی امداد، محبت اور ہمدردی کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں کون سی ملت ایسی ہے جس کے اندر ایمان موجود ہے اور اس کا ایمان دنیا کے امن وامان کی ضمانت بن سکتا ہے۔ یہ بات تو ظاہر ہے ہی کہ ایسی قومیں جن کے پاس آسمانی تعلیم نہیں ہے ان کے اندر ایمان ہی موجود نہیں۔ ان کے دل تو یقیناً مادہ پرستی کی طرف مائل ہیں وہ نہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ دوسری زندگی کو مانتے ہیں ان کے لیے دنیا کا کمال ہی سب سے بڑا کمال ہے وہ یہاں کا اقتدار حاصل کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز ذریعہ اختیار کرنے میں کوئی ڈر محسوس نہیں کرتے اس لیے ایسے لوگوں سے قطعاً یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہ امن قائم رکھنے میں کچھ بھی مفید ثابت ہوں گے۔ باقی رہے اہل کتاب۔ ان کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ نہ ان کی اصل کتاب موجود ہے اور نہ وہ اصل تعلیم پر قائم ہیں وہ اپنی اصل تعلیم کو بالکل بدل چکے ہیں۔

اب دنیا میں صرف امت مسلمہ باقی ہے جس کے پاس اللہ کا آخری کلام اپنی پوری صحت اور درستی کے ساتھ محفوظ ہے۔ فقط مسلمان ہی ایک ایسا ستون ہے جو امن عالم کا آخری سہارا ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کی موجودگی کل دنیا کے امن اور ترقی کی ضامن ہے اور اس کا ہلاک ہونا گویا تمام دنیا کی بربادی کا پیش خیمہ ہو گا۔ اسی وجہ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کہیں بہتر ہے کہ دنیا تباہ ہو جائے لیکن مسلمان کو قتل نہ کیا جائے۔

## دوسروں سے عبرت

اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ (بخاری)

نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے

سے اس کی قسمت میں سعادت ہو گئی

دوسروں سے جس کو عبرت ہو گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۱ — شمارہ نمبر ۲۵

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:

محمد سعید الرحمن علوی

ادارہ تحریر

مولانا محمد اجمل

زاہد الراشدی

صالح محمد صدیقی

بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۳۵ — ۰۰ |
| ششماہی | ۱۸ — ۰۰ |
| سہ ماہی | ۹ — ۵۰ |
| فی پرچہ | ۰ — ۷۵ |

# کِس کا قانون ؟

## خدا کا یا انسانوں کا ؟

پرائم منسٹر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے گزشتہ دنوں اسلام آباد میں سپریم کورٹ کی نئی عمارت کے افتتاح کے موقعہ پر جو کچھ کہا، اس کی مفصل رپورٹ اخبارات میں آ چکی ہے۔ نوائے وقت کے مطابق وزیر اعظم نے کہا:۔

- ہم انسانوں کا قانون چاہتے ہیں درندوں کا نہیں۔
- قوانین میں تبدیلی سے عدلیہ کی آزادی پر کوئی زد نہیں پڑتی۔
- آئین میں چوتھی ترمیم سے انتخابات ملتوی کرانے کی کوشش نہیں کی گئی۔
- وزیر اعظم کو زیادہ اختیارات نہیں ملے اور نہ اخبارات کی آزادی میں کمی ہوئی ہے۔

وزیر اعظم کے ان ارشادات سے جو اختلاف کرے گا اس کو سرکار کے کارندے جن جن انعامات سے نوازیں گے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ لیکن ہم دل کی بات چھپائیں تو کیسے ؟

سچی بات یہ ہے کہ دل کی بات چھپانا کوئی اچھی چیز نہیں اور پھر جبکہ خاموشی ملک و ملت کے لیے نقصان دہ بھی ہو تو کیونکر خاموش رہا جائے!

بھٹو صاحب کے ارشادات پر غور فرمائیں۔ چوتھی شق کہ:

"وزیر اعظم کو زیادہ اختیارات نہیں ملے"

اسے کون صحیح تسلیم کرے گا۔ جس ملک کے آئین میں صدر کا کوئی حکم وزیر اعظم کے دستخطوں کے بغیر ناقابل عمل ہو، وہاں کے وزیر اعظم کے متعلق یہ سوچنا کہ اسے زیادہ اختیارات نہیں ملے، کہاں تک صحیح ہے ؟

آج ملک کا ہر فرد یہ جانتا ہے کہ ہمارے یہاں "وزیر اعظم" کے بغیر کچھ ہے ہی نہیں، ان کی ذات تمام اختیارات کا محور ہے۔ ان کا ہر اشارہ قانون کا درجہ رکھتا ہے اور ان سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں۔

اس کے ساتھ ہی موصوف کا یہ فرمانا کہ "اخبارات کی آزادی میں کمی نہیں ہوئی" ہیں بھی جس حد تک صداقت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ پریس ایک عرصہ سے مصائب کا شکار ہے اور ایوب خان نے "نیشنل پریس ٹرسٹ" کی "بدعت" جاری کر کے جس طرح غلط روش قائم کی اس کے منحوس برگ و بار اب پوری طرح جوان ہو چکے ہیں۔

بھٹو صاحب جب محض "چیئرمین" تھے تو اس صورت حال شدت سے محسوس کرتے تھے اور انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ میں آیا ہوں تو یہ ٹرسٹ نہیں ہوگا۔ لیکن ٹرسٹ موجود ہے اور پہلے سے زیادہ اس کا دائرہ تنگ کر دیا گیا ہے۔ پھر چند اخبارات و رسائل جو "سرکار" کی ہاں میں ہاں نہ ملاتے تھے ان کا جو حشر ہوا وہ بالکل واضح ہے؟ ڈیکلیریشن ضبط، ایڈیٹر جیلوں میں اور عدالتی چارہ جوئی کا محتاج! اور جو اس سلوک سے محفوظ ہیں انہیں معاشی مار دی جاتی ہے اور پھر دعویٰ کیا جاتا ہے پریس کی آزادی کا؟

آئین میں چوتھی ترمیم کا ذکر کیا گیا اور باور کرایا گیا کہ ہم انتخاب ملتوی کرنا نہیں چاہتے۔

انتخاب کے التوا کی بات تو کسی نے غالباً نہیں کی بلکہ یہ آنجناب نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق ایک بے جوڑ بات کہی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ انتخاب کی جو ریت ڈالی جا چکی ہے دنیا کے کسی ضابطہ میں اسے انتخاب کہا جاتا ہے؟ اس ملک میں "انتخابی سیاست" میں بعض لوگوں کا نام بہت مشہور ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ چیئرمین صاحب نے جو جو طریقے اپنائے ہیں ان کی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔ اس سلسلہ میں اب تک منعقد ہونے والے درجنوں ضمنی انتخاب شاہد ہیں اور جہاں تک چوتھی آئینی ترمیم کا تعلق ہے وہ جس افسوسناک بلکہ شرمناک طریق سے پاس کی گئی اس کا احساس تک نہ کرنا بلکہ اس پر فخر کا اظہار کرنا اور اسے اپنی فقید المثال کامیابی قرار دینا بھی خوب ہے؟ اور ہم اس پہ کچھ نہیں کہہ سکتے سوائے اس کے کہ خدا ہمیں حق و باطل کی تمیز نصیب فرمائے اور ہمارے ساتھ ان کو بھی، جو "انجام" سے غافل ہیں۔

عدلیہ کی آزادی کی بات بھی خوب ہے؟ کوشش بسیار سے عوام کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے تقریر کرنا اور پھر مخصوص مقدمے میں اپیل دائر کرنے پہ اصرار کرنا اگر عدالتی احترام کا مظہر ہے تو خدا معلوم دوسرا رخ کیا ہوگا؟ مزید یہ کہ نیچے سے لے کر اوپر تک ہر سطح کی عدالتوں کی موجودگی میں سپیشل ٹربیونل وغیرہ بنانا اور عدالت جس کو رہا کر دے اس کے لیے فی الفور نئے مقدمہ کا اہتمام کرنا، ساری چیزیں غالباً آزادی ہی کی دلیل ہیں؟

رہ گئی پہلی بات کہ "ہمیں انسانوں کا قانون چاہیے درندوں کا نہیں" جوشِ خطابت کا مظہر تو ہے حقائق سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارے لیے خدا کا قانون ہی اصل چیز ہے اور ہم اس قانون کے نفاذ و اجراء کے پابند ہیں اور بس۔ لیکن جب ہم خود قانون کے ٹھیکیدار بن جائیں تو پھر ماننے اور نہ ماننے والے کے درمیان فرق کیا رہ جاتا ہے؟

حقیقت تو یہی ہے کہ "نہ ماننے والا" اپنی سوچ، اپنی فکر اور اپنے خود ساختہ قوانین کا پجاری ہوتا ہے جبکہ "ماننے والا" صرف احکم الحاکمین کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے اور اسی کے احکامات کی پابندی اپنا فرض سمجھتا ہے اور بس!

آج دنیا جتنے بلاکوں میں بٹی ہوئی ہے ان میں سرخ سامراج ہو یا سفید اور یا پھر نام نہاد تیسری دنیا سب ہی اپنے اپنے قوانین کی پٹاری لیے بیٹھے ہیں۔ لیکن ان ذاتی کاوشوں نے مسائل کو جنم تو دیا ہے، ان کے حل کی کوئی سبیل نہیں نکالی۔ اب تو حالت یہ ہے کہ ع

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

ایسے میں "انسانی قانون" کی بات نہ معلوم کیونکر کی گئی اور پھر جبکہ ملکی آئین میں خدا کی حاکمیت اور خدائی قوانین کی برتری کو تسلیم بھی کر لیا گیا ہے تو پھر اس قسم کا اظہار اور بھی زیادہ باعث حیرت ہے؟

بلکہ ہم آگے چل کر یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کریں گے کہ جس نام نہاد انسانیت کے قانون کا راگ الاپا جاتا ہے وہ عین درندگی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے خود ساختہ قوانین نے انسانوں کو انسان سے بھڑایا، ایک دوسرے کی عزت، مال اور جان پر

(باقی صـ ۱۳ پر)

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

# بے عمل قوم کی خدا مدد نہیں کرتا

قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؔ صاحب زید مجدہم قائد حزب اختلاف پاکستان

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ و من تبعھم الیٰ یوم عظیم!

برادرانِ محترم، بزرگو، دوستو اور عزیز بھائیو! مسلمان کہلانے کے لیے سب سے پہلی شرط ایمان باللہ ہے۔ یہ یقین کر لینا کہ عبادت صرف اللہ کی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ ہمیں علیٰ وجہ البصیرت یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کیوں جائز نہیں! اس کے لیے ہمیں عبادت کے معنیٰ پر غور کرنا ہوگا کہ عبادت کسے کہتے ہیں؟

عبادت کے معنیٰ ہیں "کسی کے سامنے انتہائی طور پر جھک جانا کہ اس سے اور زیادہ جھکنا ممکن نہ ہو"

ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ تمام کائنات میں سب سے زیادہ مکرم، مشرف اور افضل حضرت انسان ہے لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اس کے لیے شاہد عدل ہے۔ (یعنی ہم نے عزت بخشی بنی آدم کو) پھر انسان کے تمام اعضاء میں انسان کا چہرہ اور بالخصوص اس کا ماتھا بہت زیادہ معزز ہے۔ اس معزز عضو کو اتنا جھکا دینا، زمین پر رکھ دینا جو کہ اللہ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ کمتر ہے، نجاسات بھی وہاں ہیں، لوگ اسے استعمال کرتے ہیں اور جو چیز استعمال ہوتی ہے وہ کمتر ہوتی ہے۔ تو سر اور ماتھے کو جھکانا اور اسے زمین پر رکھ دینا عبادت ہے۔ چونکہ زمین سے کمتر کوئی چیز نہیں اس لیے زمین پر ہی ماتھا ٹیکا جاتا ہے۔ اگر اس سے نیچے کوئی چیز ہوتی تو پھر اس پر سر رکھنا عبادت ہوتا۔ یہ انتہائی جھکاؤ اور غائت درجہ تعظیم ہی عبادت ہے۔

یہ انتہائی اور غایت درجہ جھکاؤ کیوں ہوتا ہے؟ اس کے بھی اسباب ہیں، وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ احسانات ہیں اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ۔ اور احسان انسان کو جھکاؤ پر مجبور کرتا ہے۔

دوسری وجہ کسی کا کمال ہے۔ کوئی انتہائی باکمال ہے، مجموعہ کمالات ہے تو اس کے سامنے بھی جھکنے پر مجبور ہوتا ہے۔

تیسری وجہ حسن و جمال ہے۔ یہ بھی دوسرے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، متوجہ کرتا ہے۔

چوتھی چیز اور وجہ قرابت ہے۔ انسان والدین کے سامنے تعظیم بجا لاتا ہے کہ رشتہ قرابت ہے۔

تو یہ چیزیں انسان کے طبعی میلان اور جھکاؤ کا باعث ہیں۔ کسی سے محبت احسان کے سبب، کسی سے کمال کے سبب، کسی سے جمال اور قرابت کے سبب ہوتی ہے۔ اس دنیا میں یہ چار ہی اسباب محبت ہیں اور جب محبت انتہا پر پہنچ جاتی ہے تو وہ غایت درجہ تعظیم پر مجبور کرتی ہے۔

عبادت کی دو قسم ہیں جلالی اور جمالی۔ جمالی عبادت کا سبب محبت ہے اور جلالی عبادت کا سبب ہے۔ معبود کے ضرر سے بچنا اور اس سے نفع کی امید رکھنا۔ یعنی جن سے نفع و نقصان متعلق ہیں ان کے سامنے مجبور ہو کر جھکتا ہے۔ نہ جھکے گا تو نقصان حاصل کرے گا نفع سے محروم رہے گا۔

ہمیں یہ دیکھنا کہ محبت کے یہ چاروں اسباب بدرجہ اتم کہاں پائے جاتے ہیں اور نفع و ضرر بھی کس ذات سے بطریق اتم متعلق ہیں۔ ضروری نہیں کہ چاروں اسباب ہر جگہ موجود ہوں ان میں سے ایک آدھ سبب بھی ہوتا ہے اور اسی کے اعتبار سے محبت ہوتی ہے۔

اور پھر محبت کا دارومدار اس پر بھی ہے کہ وصف

کتنا ہے ؟ اور جب چاروں اسباب موجود ہوں گے بطریق اتم ہوں گے تو محبت بھی بطریق اتم ہو گی اور پھر جھکاؤ بھی لازم اور ضروری۔

آپ دیکھیں کہ والدین سے محبت قرابت کے سبب ہے والدین تمہارے وجود کا سبب بنے ہیں لیکن تمہارے خالق نہیں جبکہ خدا خالق ہے، جو قرابت خدا کے ساتھ ہے وہ بہت زیادہ مضبوط ہے والدین کی قرابت کے مقابلہ میں، کہ وہ محض ظاہری سبب ہیں۔ حقیقی خالق خدا ہے۔

اسی طرح ایک بہت بڑا عالم، محدث باکمال انسان چاہے آپ کا استاذ ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح کسی فن میں کوئی باکمال آ جائے تو دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہے اور اس کی طرف دل کھینچتا ہے۔ جب صاحب کمال لوگوں کے متعلق یہ عالم ہے تو جو ذات تمام صفات کمال کو جامع ہے اور ہر کمال اس میں بطریق اتم ہے بلکہ دوسروں کے کمالات اس کے سبب ہیں اس سے محبت کتنی ہو گی ؟

اللہ تعالیٰ ہر کمال کا جامع ہے اور ہر نقصان سے پاک۔ زندگی کمال ہے خدا میں ہے، موت نقصان ہے خدا اس سے پاک۔ اسی طرح سننا، دیکھنا، جاننا کمال ہے تو خدا میں ہیں لیکن اندھاپن، بہراپن اور جہالت عیب ہیں اس لیے خدا میں نہیں۔ جاگنا کمال ہے، نیند نقصان اس لیے خدا میں نہیں لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ (نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ) نگہبانی کمال ہے تو غفلت نقصان اس لیے خدا میں نہیں — جب انسانوں کے کمالات کے سبب ان کی طرف دل کھنچتا ہے تو جو جامع کمال ہے ہر نقصان سے پاک ہے۔ اسی لیے انتہائی محبت اور غایت درجہ تعظیم ضروری اور از بس ہے

احسان کو دیکھو تو خدا سے بڑھ کر کوئی محسن نہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ ماں کے پیٹ سے چلو۔ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ، نطفہ سے تمہیں بنایا، پیٹ میں تربیت کی، پھر دنیا میں لایا، تو ماں کے پیٹ سے آخر تک چلو تو احسان ہی احسان ہیں۔

چوتھا سبب جمال ہے تو اللہ سراپا جمال ہے — اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نور کی ایک جھلک ظاہر ہو تو وہ تمام مخلوق جل جائے جس کی اس نور پر نظر پڑے۔

تو جب محبت و تعظیم کے اسباب اربعہ اللہ میں بطریق اتم ہیں تو پھر وہ محبت کا بھی بطریق اتم مستحق ہے اور وہی غایت درجہ تعظیم کا بھی مستحق ہے اور وہ ہی عبادت کا بھی مستحق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر مومن کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اس کے بغیر کسی کے آگے نہ جھکے گا۔

نفع و نقصان کی طرف چلیں تو اسماء حسنیٰ میں النافع الضار دو نام موجود ہیں اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ (ترجمہ: اے اللہ! جسے تو دے تو اس سے روکنے والا کوئی نہیں اور تو روکے تو دینے والا کوئی نہیں)

اور مشرکین کے متعلق فرمایا۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ (ترجمہ۔ وہ پوجتے ہیں خدا کے سوا ان کو جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتے نہ نفع)

یہ بنیادی عقیدہ ہے اس کی اصلاح از بس ضروری ہے۔ اور جس کا دل غیر اللہ کے خوف سے بھرا ہوا یا غیر اللہ سے نفع کی امید ہو تو وہ مومن کا دل نہیں ہو سکتا۔

آپ اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ ہم ڈریں گے دوسروں سے امیدیں وابستہ رکھیں گے دوسروں سے لیکن پھر مومن بھی ہوں گے یاد رکھیں ایسا دل مومن کا دل نہیں۔

آج کل دعوے بہت ہیں کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی مسلمان نہیں آپ میں سے ہر ایک احتساب کرے، نفس کا محاسبہ کرے۔ جائزہ لے اور تب پھر مسلمان ہونے کا فیصلہ کرے۔

آج میں صرف پاکستان کے مسلمانوں کی بات کرتا ہوں کہ یہ سمجھتے ہوئے، دعوے کرتے ہوئے کہ نافع اور ضار صرف خدا ہے، پھر دوسروں سے امیدیں وابستہ رکھتے ہیں۔ اور دوسروں سے ڈرتے ہیں۔ گویا جو منہ کی بات ہے دل میں نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے اترے گا نہیں (یعنی دل ساتھ نہ ہو گا)

آج میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی مسلمان بالخصوص اس مرض کا شکار ہیں جسے منافقت کہتے ہیں۔ یعنی دل میں کچھ، زبان پر کچھ۔ اور آج جو حالت زار ہے اس کا سبب

یہی ہے کہ زبان پر کچھ ہے تو دل میں کچھ ہے۔ آپ کو لاتعداد لوگ ایسے ملیں گے جو کہیں گے کہ سچا تو وہی ہے، یہی ہے لیکن کیا کریں ڈرتے ہیں، دنیا کے کام میں گزارہ کرنا ہے۔ وغیرہ ذالک!

ایک شخص کے متعلق جانتے ہوئے کہ فلاں ظالم ہے، پھر اس لیے منافقت کرنا کہ میں بچ جاؤں دینداری ہے؟ ہرگز نہیں!!

یہ کہنا کہ نفع نقصان خدا کے قبضہ میں ہے پھر کسی سے امیدیں رکھنا کہاں کا اسلام ہے؟ یہاں تو امتحان ہے، آزمائش ہے۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ کیا تم نے گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے معلوم کرنا ہے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو۔ اسے تو پہلے سے معلوم ہے (مراد یہ ہے کہ دنیا پر اتمام حجت کرنا ہے)

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔

ترجمہ: کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم نہیں دوچار ہوئے ان حالات سے جن سے تم سے پہلے لوگ دوچار ہوئے انہیں تکالیف اور امراض سے دوچار ہونا پڑا اور انہیں جھٹکے دیے گئے (اور ایسی حالت ہوئی) کہ رسول اور اس کے ایماندار ساتھی پکار اٹھے اللہ کی امداد کب آئے گی؟ (جب یہ حالت ہوئی، تو فرمایا) خبردار! اللہ کی امداد بہت قریب ہے۔"

گویا ایسی حالت ہوئی کہ وہ وعدہ نصرت کے متعلق مضطرب ہوئے اور "متیٰ نصر اللہ" کہا۔ تو اللہ نے فرمایا امتحانات میں کامیابی کے بعد نصرت الٰہی قریب ہے ـــــ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔

اور اب یہ حالت ہے کہ نہ امتحان نہ آزمائش اور جھٹ مسلمان، جھٹ جنت۔ ایسے جنت نہیں ملے گی۔

## اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقتوں کو خرچ نہ کرنا

**اور اللّٰهُمَّ انْصُرْ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ، کی دعائیں مانگنا غلط ہے۔ دعا اس وقت مانگو جب اپنی طاقتیں خرچ کر دو، جب طاقتیں جواب دے دیں پھر خدا کو پکارو۔**

غزوہ بدر سامنے ہے، تھوڑی جماعت ہے، اسلحہ اتنا کم ہے کہ حضور علیہ السلام کو فرمانا پڑا کہ تیر بچاؤ تو پونجی میدان میں ڈال کر دعا کرتے ہیں اور کیسے؟

اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ الخ اے اللہ! یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو قیامت تک تیری عبادت نہیں ہوگی۔

کیونکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد نبی نہیں امت کہاں سے آئے گی؟ جب امت نہیں ہوگی تو عبادت کون کریگا۔

تو سرمایہ میدان میں جھونک کر دعا کی تو امداد ہوئی، فرشتے آئے، صحابہؓ نے دیکھے اور امداد تو حقیقت میں خدا کی ہوتی ہے۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (ترجمہ۔ اور امداد تو صرف اللہ کی طرف سے ہے) باقی فرشتے وغیرہ اسباب ہیں۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ

## بے عمل قوم کی خدا مدد نہیں کرتا

**مسئلہ واضح ہے کہ آپ نے اس قوم کو اور اس ملک کو خود بنانا ہے۔ اٹھو اور اپنی تمام طاقتیں ملک اور قوم کو بنانے کے لیے لگاؤ تب اسلام آئے گا۔**

آج سوال ہے کہ اسلام نہیں آتا؟ سوال یہ ہے کہ کیسے آئے؟ ان کے ہاتھوں سے تو آتا نہیں۔ میں نے کئی مرتبہ کہا اور اب بھی کہتا ہوں کہ جو اپنی مرضی و اختیار سے اپنے اوپر اسلام نافذ نہیں کرتا وہ کروڑوں مسلمانوں پر کیسے اسلام نافذ کرے گا۔ ایسا سوچنا جنت الحمقاء میں بسنے کے مترادف ہے

یہ چور کا ہاتھ کیسے کاٹیں جب خود چور ہوں؟ اسمبلی

میں ریلوے کے دو انجن گم ہونے کی بحث آئی۔ ریلوے کے وزیر نے مانا کہ چوری ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ جو انجن پٹڑی سے اترتا نہیں اس کو دوسرا کوئی نہیں لے جا سکتا۔ وہی لے گیا جس کے پاس کرین ہو، ذرائع ہوں۔ آپ تو سارے مل کر انجن کو پٹڑی سے نہیں اتار سکتے اور اتنے آدمی چوری بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے راز آؤٹ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ بڑے خوش فہم ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حکومت اسلام نافذ کر دے تو ہم بھرپور تعاون کریں گے؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ اگر کیا ہے؟ یہ بالکل بے معنی ہے اور یوں ہی ہے کہ کوئی کہے کہ اگر یہ آدمی گدھا ہوتا تو اس کے چار پاؤں ہوتے! نہ وہ گدھا ہو گا نہ چار پاؤں ہوں گے۔ اسی طرح شیطان کے متعلق سوچنا کہ وہ اسلام کی پابندی کرے گا بے معنی سوچ ہے اور مہمل بات ہے۔ شیطان اور اسلام کا کیا تعلق؟

آج کل یہاں نظریہ پاکستان کی بہت باتیں ہوتی ہیں لیکن وضاحت آج تک سامنے نہیں آئی، کوئی بات پلّے نہیں پڑتی۔

بے چارہ خواجہ خیر الدین، تو وہ نظریہ پاکستان کا مارا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ٹکڑے کے کٹ جانے کے بعد اسے تسلیم نہیں کیا، جیل چلا گیا اور جب یہاں آیا تو نظریہ پاکستان کے ڈھنڈورچیوں نے یہاں سے نکال دیا! ہم حیرت میں ہیں کہ ایک شخص جس نے صرف پاکستان کی بات کی، نظریۂ پاکستان کی بات کی، کبھی حکومتی پارٹی پہ نکتہ چینی نہیں کی۔ اس کے گھر کو گھیرنا، فون کاٹنا، اٹھا کر جہاز میں سوار کر دینا اور اس کے بچوں تک کی پرواہ نہ کرنا، کیا یہ نظریہ پاکستان ہے؟ کیا یہ متضاد باتیں نہیں؟

## یہاں اسلام اسلام کی رٹ ہے۔ سیرت کانگریس ہیں، مدینہ و مکہ زادھما اللہ شرفاً وکرماً وبہاءً کی عظمت و تقدس کو اپنی سیاست کی بھینٹ چڑھایا۔ سیرت کانگریس

کا افتتاح راولپنڈی کے انٹر کانٹیننٹل میں؟ جس کی زمین کا چپہ چپہ شراب آلود ہے۔ میں تفصیلات بیان نہیں کرتا۔ اور وقت ضائع نہیں کرتا کہ وہ کتنا مقدس مقام ہے۔ پھر افتتاح کرنے والی عالمی بین الاقوامی شخصیت "ذوالفقار علی بھٹو" ہیں؟ اور افتتاح اردو نہ عربی، فارسی نہ ترکی بلکہ انگریزی زبان میں؟ یہ ساری باتیں سیرتِ رسول سے متعلق ہیں —

یہاں چو، این، لائی آئے۔ انہوں نے چینی زبان میں تقریر کی باوجودیکہ وہ بہت اچھی انگریزی جانتے تھے۔ لیکن جوابی تقریر انگریزی میں کر کے ثابت کر دیا کہ ہماری کوئی تہذیب کوئی تمدن، کوئی ثقافت اور کلچر نہیں؟

سیرت کانگریس کا افتتاح اس منحوس انسان کی زبان میں جس نے ۱½ سو سال ظلم کیا، ہماری حکومت چھینی، ہمیں غلام بنایا، اماکن مقدسہ برباد کئے، اس ظالم کی زبان میں افتتاح انتہائی شرمناک ہے اور ایسی قوم کبھی نہیں پنپ سکتی! مدینہ طیبہ کے امام محترم سے میری یاد اللہ ہے، ملاقاتیں ہیں اسی طرح امام حرم کی سے عقیدت ہے۔ لیکن ان کا فرض تھا کہ جب وہ یہاں تشریف لائے تھے تو ان افتتاح کرنے والوں سے پوچھتے کہ تم نے سیرت کے نام پر ساری دنیا کو بلایا ہے تو کیا یہاں سیرت رسولؐ نافذ بھی ہے؟ اسلامی آئین نافذ ہے؟ مجھے ان حضرات سے تھوڑا سا گلہ ہے!

## جب یہاں قرآن وسنت کا قانون نہیں تو پھر سیرت کانگریس کا کیا تک؟ بڑے مسلمان، مدبّر، صاحب بصیرت ہونے کا فتویٰ تو دے دیا لیکن یہ نہ پوچھا کہ اسلام نافذ بھی ہے؟

یہاں بڑے چھوٹے مسلمان کی بحث نہیں، بڑا وہ ہے جو اسلام کے آئین کا علمبردار ہے۔

ہمارے غریب عوام عقیدت و محبت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ میں ان کے جذباتِ دینی کی قدر کرتا ہوں اور ان کا والہانہ لگاؤ ہی اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں ذاتِ رسولؐ، پیغام رسولؐ اور آئین الٰہی سے کتنی دلچسپی اور عقیدت ہے۔

سیرت کانگریس کا اصل موڑ یہ تھا کہ اعلان کر دیا جاتا کہ آج سے مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جاتا ہے۔ لیکن میں نے پہلے کہا کہ ایسا ہو گا نہیں، یہ اگر مگر کچھ نہیں فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

وَلَن تَفْعَلُوا ۔ یہاں بھی خدا نے اگر مگر کی ہی بات کی ہے جو واضح کرتا ہے کہ اگر مگر کچھ نہیں ۔ اس لیے خدا نے آگے فرمایا ۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ۔

**۱۹۷۰ء کا نعرہ روٹی، کپڑا، مکان ختم ہو گیا، افادیت کھو چکا، اب مکہ اور مدینہ کا لباس پہنا جا رہا ہے ۔ اس لیے ابھی سے متنبہ کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ، ہوش سے کام لینا، تم جذبات میں غلط فیصلے کرتے ہو، پھر پانچ سال روتے رہتے ہو ۔ بعد کے رونے سے پہلے بہتر ہے کہ فیصلہ صحیح ہی کرو ۔**

---

جو لوگ ایسے ہوں کہ ہر وقت چکروں میں رہتے ہوں ان سے کیا امید بھلائی ؟

آج کل شاہ ایران کی ضیافت میں ہمارے نہ آنے کا پروپیگنڈا ہے ۔ اس میں میرا بھی نام ہے ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس محفل میں رقص و سرود ہو (پروگرام میں لکھا تھا) وہاں میں کیسے جاؤں ؟ میری زندگی مولویانہ ہے ۔ قرآن و حدیث پڑھاتے پڑھاتے داڑھی کے بال سفید ہو گئے اس لیے میں وہاں کیسے جاتا ؟

یہ تو مولویانہ بات ہے اور سچی بات ہے کہ میں پہلے مولوی ہوں بعد میں سیاسی ! اور سیاسی بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جو سلوک ہوا اور ہو رہا ہے ۔ کسی کو قتل کیا، کسی کو اغوا کیا، جیل میں ڈال دیا، مقدمات بنائے ۔ اور اب تک سب کچھ ہو رہا ہے ۔ حتیٰ کہ اسمبلی سے ہمیں باہر پھینکا گیا ۔ ایسے میں اس حکمران ٹولہ کے پاس کیسے بیٹھیں ؟

مسئلہ شاہ ایران کا نہیں مسئلہ ان کا ہے ! ہم نے دو اڑھائی سال پہلے فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہارے پاس نہیں بیٹھنا ۔ اب تم ہمیں گالیاں دو جو کچھ کرو، کرو لیکن سوال یہ ہے کہ جب تم نے فیڈرل سیکورٹی فورس کے ضمیر فروش لوگوں سے ہمیں باہر اٹھوا کر پھینکا تو تم اس وقت باشرم تھے ۔ باحیا تھے ۔ اخلاق کے علمبردار تھے کہ اب ہم ان سے عاری ہو گئے ؟

دعوت تمہاری تھی اس لیے ہم نے نہیں آنا تھا ۔ اور نہ آئندہ آئیں گے ۔

**فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ، جو چاہو کرو، تم ہماری موت و حیات کے مالک نہیں، یہ سب کچھ خدا کے قبضہ میں ہے ۔**

دعوت اور آنا جانا سب تعلقات پر منحصر ہے ۔ جب تم نے رشتہ توڑ دیا تو اب دعوت کیسی ؟

آخر میں آپ حضرات سے کہوں گا کہ فیصلہ کا وقت قریب ہے خدا را سنبھلو، اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرو اور ملک و ملت کی سلامتی و تعمیر کے لیے کمربستہ ہو جاؤ ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین !

---

# مفتی محمود کا ساتھ دیں !

## سید عنایت اللہ شاہ بخاری کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کے راہنما اور جامع مسجد اہل السنۃ والجماعۃ پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں کے خطیب مولانا عبدالرزاق کی اطلاع کے مطابق جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان کے امیر مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے گزشتہ دنوں تحصیل کھاریاں میں ہل کے مقام پر جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود کی جد و جہد اور خدمات کو سراہا اور کہا کہ مفتی محمود اس ملک میں شریعت اسلامیہ اور اکابر کی روایات کے علمبردار ہیں ۔

آپ نے کہا میں اپنے معتقدین کو ہدایت کرتا ہوں اور عام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے مولانا مفتی محمود کا ساتھ دیں ۔

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

# یادِ الٰہی سے غفلت سے مسائل جنم لیتے ہیں

شیخ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور زید مجدھم

خطبہ مسنونہ کے بعد :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ - صدق اللہ العلی العظیم -

یہ مہینہ حضور نبی کریم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا ہے اور اسی مہینہ میں آپؐ کا سانحہ ارتحال بھی پیش آیا۔ اور آپؐ دنیا سے رخصت ہوئے ۔ اس ماہ میں ایک آدھ دن حضور نبی کریم علیہ السلام کا ذکر خیر کرنا اور اس میں جلسے جلوسوں ، تقریبات وغیرہ کا اہتمام کرنا اور پھر سارا سال غفلت و مدہوشی میں گزارنا بہت بڑی بدبختی ہے ۔

حق تو یہ ہے کہ جس ذات اقدس و اطہر کے ذکر و یاد کو خود خدا نے بلند فرمایا ۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ ان کا ذکر خیر ہم ہر وقت کریں ہر آن کریں ۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں ۔ محض ہنڈیا کا ابال اور جوش ہوتا ہے ۔

اور یہ ابال و جوش بھی سنت و طریقۂ نبویہ کے خلاف ہوتا ہے ۔ اس میں جھنڈیاں ، نمائش و نمود ، مال و وقت کا ضیاع ، نمازوں کا ضیاع وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے ۔

اصل یادِ پیغمبر تو یہ ہے کہ جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندگی گزاری اس طریق سے زندگی گزاری جائے اور ولادت کے بابرکت دن کم از کم یہ عہد کیا جائے کہ جو اب تک ہو چکا ہے اے اللہ ! تو اسے معاف فرما اور آئندہ اصلاح احوال کی توفیق عطا فرما ۔

ایسا ہو جاتا تو پھر بھی بات ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس کے نام لے کر نمازوں کی چھٹی ، گانا بجانا ، قوالی اور ڈھولک وغیرہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ !

حضور علیہ السلام کی زندگی تو یاد و ذکر الٰہی سے عبارت ہے یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانٍ کہ آپ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ۔

اور فرمایا ۔ لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْباً بِذِکْرِ اللّٰہِ کہ تیری زبان ہمیشہ یادِ الٰہی سے تر رہنی چاہیے ۔

اور حضرت سہل بن سعدؓ ارشاد فرماتے ہیں ۔ مَا اَعْرِفُ مَعْصِیَۃً اَقْبَحُ مِنْ نِسْیَانِ ھٰذَا الرَّبِّ الْکَرِیْمِ کہ اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنے سے زیادہ بدتر کوئی گناہ نہیں ۔

حضرت امام ثوریؒ فرماتے ہیں ۔ لِکُلِّ شَیْءٍ عُقُوْبَۃٌ وَعُقُوْبَۃُ الْعَارِفِ اِنْقِطَاعُہٗ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ کہ ہر چیز کی عقوبت ہے اور عارف کی عقوبت ذکر الٰہی کا منقطع ہونا ہے ۔

اب آپ دیکھیں کہ ہمارے یہاں ذکر الٰہی کا کتنا اہتمام ہے ۔ زبان ۔ عمل ۔ کردار سب خدا سے دور ۔ آج نفرت ، کردار کشی ، بدعات و سیئات میں مشغولیت ، کا نام بدقسمتی سے دین رکھ لیا ہے اور حکمرانوں سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے آدمی تک ہر ایک اسی میں مصروف ہے ، کسی کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ۔ بدکرداری ، خدا سے دوری ، اسلام سے عملاً بیزاری اور انحراف مسلمان کا مشغلہ ہے ۔ ہماری سیاست یورپ کا چربہ ، معاشیات یہودیت کا نقش ثانی ، اخلاق و کردار میں غیروں کی نقالی ہے ۔ نہ شرم ہے نہ حیا ہے ، نہ پردہ ہے نہ غیرت دینی ۔ شاہ ایران آئیں ۔ دوسرے آئیں ۔ مشترکہ پارٹیاں ہوتی ہیں ۔ مرد عورت ۔ کا کھلا اختلاط ہے ۔ شراب اڑائی

(باقی ص ۱۲ پر)

محمود الرحمٰن
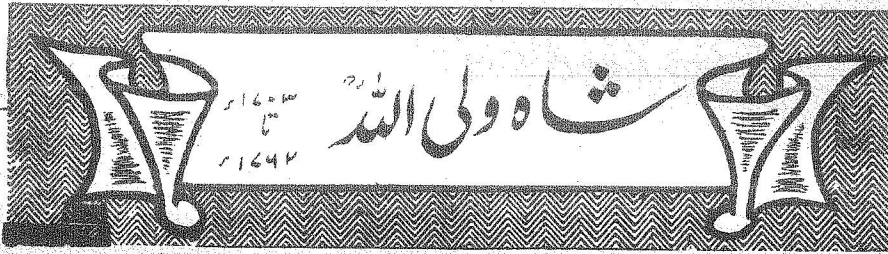
۱۷۰۷ء میں مغل بادشاہ اورنگ زیب نے وفات پائی۔ اس کی آنکھ کیا بند ہوئی ہندوؤں کو کھلی چھٹی مل گئی وہ اسلامی حکومت کی جڑ کھودنے لگے۔ مرہٹہ سرداروں نے بادشاہ کی زندگی میں بغاوت شروع کر دی تھی۔ اب وہ کھلم کھلا دشمنی پر اُتر آئے۔

ادھر جاٹوں نے بھی حکومت کے خلاف سر اٹھایا۔ وہ دہلی کے آس پاس بسنے والے مسلمانوں کو ستانے لگے۔ پنجاب میں بھی سکھوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔

یہ سب تو تھا ہی، مسلمان گورنروں نے بھی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغل سلطنت کمزور پڑ گئی۔ آمدنی گھٹ گئی۔ سرکاری خزانہ خالی ہو گیا، ہر طرف خانہ جنگی ہونے لگی۔ ملک میں امن نہیں رہا۔ مسافروں کا سفر کرنا دوبھر ہو گیا۔ تجارت کا سامان راستے میں لُوٹا جانے لگا۔ ظالم لوگ کسانوں اور مزدوروں کو تنگ کرنے لگے۔

یہی وہ وقت تھا جب شاہ ولی اللہؒ نے ہوش سنبھالا۔ چودہ برس کی عمر میں تعلیم پوری کرنے کے بعد اپنے والد کے مدرسے میں پڑھانے لگے۔ ابھی علم کی پیاس نہیں بجھی تھی۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے مکہ گئے۔ وہاں مشہور عالم شیخ ابو طاہر سے ملاقات ہوئی۔ شاہ ولی اللہؒ نے ان سے قرآن اور حدیث کا سبق لیا۔

وہ تیس سال کی عمر میں ہندوستان واپس آئے۔ یہ مغل بادشاہ کا زمانہ تھا۔ اس کی حکومت برائے نام تھی۔ ملک کی حالت بگڑ چکی تھی۔ فوج کو کوئی تربیت نہیں دی جاتی تھی۔ وہ نکمی ہو کر رہ گئی تھی۔ فوجیوں کو تنخواہ دینے کا بھی انتظام نہ تھا۔ وہ قرض لے کر کام چلاتے تھے۔ شہر کے قاضی تک رشوت لیا کرتے۔

اسی زمانے میں ایران کے نادر شاہ درانی نے حملہ کر دیا۔ کرنال کے میدان میں محمد شاہ نے مقابلہ کیا مگر اسے شکست ہوئی۔ تین دن تک نادر شاہ نے دہلی کو لُوٹا۔ واپسی پر اپنے ساتھ بہت سی دولت، کوہ نور ہیرا اور شاہجہان کا بنوایا ہوا تخت طاؤس لیتا گیا۔ محمد شاہ کی شکست سے جاٹوں اور مرہٹوں نے پورا فائدہ اٹھایا۔ وہ اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔

شاہ ولی اللہؒ نے دہلی میں رہ کر یہ ساری تباہی دیکھی۔ تڑپ اٹھے۔ پکا ارادہ کر لیا کہ قوم کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچائیں گے۔ سب سے پہلے بادشاہ کو جگانا چاہا۔ بے شمار خطوط لکھے۔ ایک خط میں یوں نصیحت کی:

"کفر اسلام کو مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ تلوار کھینچ لو اور اس وقت تک نہ رکھو جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے"

دوسرے خط میں لکھتے ہیں:۔

"ہر علاقے میں ایسا حاکم مقرر کرو، جو رعایا کے ساتھ انصاف کرے۔ ظالموں سے مظلوم کو حق دلوائے اور ملک میں اسلامی قانون جاری کرے"

شاہ ولی اللہؒ کی یہ کوشش بیکار ثابت ہوئی۔ محمد شاہ نے کوئی اثر نہیں لیا۔ مجبور ہو کر انہوں نے دربار کے امیروں کو خط لکھا اور ملک کی بگڑتی ہوئی حالت سے انہیں آگاہ کیا۔ مگر کسی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

شاہ ولی اللہؒ ہمت ہارنے والے نہ تھے۔ وہ پاک و ہند کے مسلمانوں کی حالت بہتر بنانے کا ارادہ کر چکے تھے کس طرح پیچھے ہٹتے۔ انہوں نے روہیل کھنڈ کے سردار نجیب الدولہ کو خط لکھا کہ مسلمانوں کی حفاظت کرو۔ وہ ایک بہادر اور غیرت مند سردار تھا اسے وطن اور قوم سے بڑی محبت تھی۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور جاٹوں سے

مقابلہ کیا۔ بدقسمتی سے کئی مسلمان سرداروں نے جاٹوں کا ساتھ دیا۔ اس طرح ان کی قوت بڑھ گئی اور نجیب الدولہ کو شکست کھانی پڑی۔

اب دشمنوں کی بن آئی ایک مرہٹہ سردار ملہار راؤ ہولکر جاٹوں سے مل گیا اور اپنی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ بنانے لگا۔ شاہ ولی اللہؒ اس خطرہ کو بھانپ گئے۔ مگر دقت یہ تھی کہ اس وقت پورے ملک میں ایسا کوئی مسلمان نہ تھا جو آگے بڑھتا اور دشمنوں کی اسکیم کو ناکام بنا دیتا۔ مجبور ہو کر انہوں نے افغانستان کے سردار احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا اور مدد چاہی۔

شاہ ولی اللہؒ کی دعوت پر یہ افغان سردار ہندوستان آیا پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو زبردست شکست دی۔ یہ تاریخ میں پانی پت کی تیسری جنگ کہلاتی ہے۔ اس طرح شاہ ولی اللہ کی کوششوں سے مرہٹوں کی قوت ختم ہو گئی۔ ہندو اپنی حکومت قائم نہ کر سکے۔

اب انہوں نے ملک کی عام حالت کو سدھارنا چاہا۔ اس زمانے میں کسان، مزدور اور کاریگر کا حال بڑا خراب تھا۔ حکومت کے کارندے انہیں طرح طرح سے تنگ کیا کرتے۔ تھوڑی بہت مزدوری دے کر ان سے کام لیتے۔ شاہ ولی اللہ نے یہ صورت دیکھی تو بادشاہ کو خط لکھا :-

"ان سب کی بھلائی کے لیے کام کیا جائے۔ ان کی خوشحالی سے ملک اور عوام کی خوشحالی ہے"

بادشاہ کے نام دوسرے خط میں وہ لکھتے ہیں :-

"حکومت اس لیے تباہ ہو رہی ہے۔ کہ کسانوں پر بہت زیادہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اس بوجھ سے ان کی کمر ٹوٹ رہی ہے"

شاہ ولی اللہ نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ اچھی فوج نہ ہونے کی وجہ سے حکومت کمزور ہو گئی۔ مرہٹے، جاٹ اور سکھ لوٹ مار میں لگے رہتے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں بھی بادشاہ کو خط لکھا اور یہ نصیحت کی :-

"فوج کو پھر سے منظم کرنا چاہیے۔ انہیں وقت پر تنخواہ دی جائے تاکہ وہ مطمئن اور مضبوط رہیں۔ مضبوط فوج ہی قوم اور وطن کی حفاظت کرتی ہے"۔

شاہ ولی اللہؒ نے یہ بھی دیکھا کہ لوگ دولت جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ اسلام نے اس سے منع کیا ہے چنانچہ انہوں نے اس کام کو برا کہا اور اپنی کتاب میں لکھا :-

"اگر دولت کسی کے پاس اکٹھی ہو جائے تو قوم میں بے اطمینانی پھیلے گی"

وہ برصغیر کے تمام مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ شیعہ اور سنّی آپس میں مل جل کر رہیں۔ انہیں مسلمانوں کی دینی تعلیم کا بڑا خیال تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن کی تعلیم عام لوگوں میں پھیل جائے۔ اس کے لیے انہوں نے آسان فارسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا اس زمانے میں فارسی زبان ملک میں عام طور پر رائج تھی۔

شاہ ولی اللہؒ صحیح معنوں میں آزادی کے مجاہد تھے۔ انہوں نے پاک و ہند کے مسلمانوں کو برباد ہونے سے بچایا۔ ان کے دلوں میں امنگ پیدا کی۔ انہیں آگے بڑھنے اور حالات سے مقابلہ کرنا سکھایا۔ انہیں اسلام کی سیدھی راہ دکھائی۔

## بقیہ : مجلسِ ذکر

جا رہی ہے اور اس قسم کی محافل میں علماء کو بلایا جاتا ہے اور جب وہ اس قسم کی جگہوں میں نہیں آتے تو انہیں کوسا جاتا ہے اور ایک کی بے میں دوسرا لے ملاتا ہے اور ژاژخائی کی جاتی ہے اور جب یہ حضرات جواب دینا چاہتے ہیں تو اخبار، ٹی وی، ریڈیو بند، اجتماعات پر پابندی۔ یہ جمہوریت ہے، یہ شرم ہے اور یہ غیرت ہے۔

یاد رکھیں جب تک سیرتِ رسولؐ کو اپنایا نہیں جائے گا قرآن و سنت پر عمل نہیں ہوگا، خدا سے صحیح رابطہ نہیں ہوگا، اپنے اوقات یادِ الٰہی میں مشغول نہیں کریں گے، اصلاح کے لیے خدا سے دعائیں نہیں مانگی جائیں گی اس وقت تک بگڑی نہیں بنے گی۔ اطمینانِ قلب نصیب نہیں ہوگا۔ اور مسائل حل نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی یاد کی توفیق دے، اپنے نبیؐ کی سیرتِ مقدسہ کو اپنانے کی توفیق دے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ثمرات الاوراق

سلسلہ

# انتخاب لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل مدظلہ

## نورالدین زنگی "خدا ترس بادشاہ"

نورالدین زنگی کی سیرت میں یہ بات داخل تھی کہ وہ عدل وانصاف کا بہت زیادہ لحاظ رکھتا تھا۔ وہ نہ کوئی ایسی چیز کھاتا تھا، نہ پیتا تھا، نہ اسے اپنے تصرف میں رکھتا تھا۔ جو اس کی ذاتی ملکیت نہ ہو، اور جسے اس نے اپنی کمائی دولت سے نہ خریدا ہو۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی نے تنگ حالی اور پریشانی کی شکایت کی۔ اس نے حمص میں اسے تین دکانیں دیں۔ جو اس کی ملکیت تھیں۔ جن سے سالانہ تقریبًا بیس دینار کی آمدنی تھی۔ اب جو بیوی نے پھر شکایت کی تو سلطان نے جواب دیا، "جو کچھ میرے پاس تھا دے دیا اور جو کچھ تم میرے قبضے میں دیکھتی ہو، وہ میرا نہیں مسلمانوں کا مال ہے۔ میں تو صرف اس کا امین اور محافظ ہوں۔ اس میں خیانت نہیں کرسکتا میں تمھاری خاطر جہنم میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس پر وہ بے چاری خاموش ہوگئی۔

## خلیفہ ہادی کا حسن تدبیر سے اپنے آپ کو دشمن سے بچا لینا

خلیفہ عباسیہ، اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ اپنے ایک باغ میں پہنچا خالی ہاتھ تھا۔ تلوار تک پاس نہ تھی۔ بعض مصاحب ساتھ تھے اتنے میں اطلاع ملی کہ فلاں باغی خارجی کو آپ کے سپاہیوں نے گرفتار کرلیا ہے ہادی نے فورًا اسے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ لایا گیا۔ دو آدمی جو مسلح تھے اسے پکڑے ہوئے تھے۔ خارجی نے جب ہادی کو دیکھا تو زور لگا کر اپنے کو چھڑایا اور ایک آدمی سے تلوار چھین کر ہادی کی طرف حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ یہ منظر دیکھ کر سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن ہادی نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی، یہاں تک کہ خارجی بہت قریب آگیا اور تلوار سونت لی تاکہ ایک ہی وار میں خاتمہ کردے۔ ہادی نے خارجی کے پس پشت اشارہ کرتے ہوئے کہا "اے غلام اس کی گردن اڑا دے"

حالانکہ وہاں کوئی غلام نہیں تھا۔ لیکن آواز سن کر خارجی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ہادی جلدی سے اترا اور خارجی کی گردن پکڑ لی۔ پھر اسی سے تلوار چھین لی اور اسی سے اُسے قتل کردیا۔ قتل کرنے کے بعد وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ بھگوڑے ایک ایک کرکے جمع ہونے لگے۔ سب کے خوف و دہشت کے باعث چہرے اترے ہوئے تھے۔ لیکن ہادی نے کسی سے باز پرس نہیں کی۔ لیکن اصول بنا لیا کہ پھر کبھی تلوار کے بغیر باہر نہیں نکلا۔

## برسر اقتدار شخصیت کی انتہائی سادگی

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے۔ لیکن لباس میں اس قدر سادگی تھی کہ ایک شخص نے گھاس خریدی اور مزدور سمجھ کر گٹھڑی ان کے سر پر رکھ دی۔ وہ گورنر کو مزدور بنا کر ساتھ لے جا رہا تھا کہ لوگوں نے دیکھ کر شور مچایا، "ارے یہ تو ہمارے گورنر ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں"، اس شخص نے معافی مانگی، مگر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، "نہیں اب تو میں آپ کی گٹھڑی آپ کے گھر پہنچا کر لوٹونگا۔ یعنی سادگی غرور و تکبر کا علاج ہے۔ (حیاۃ الصحابہ)

## حضرت حسن کی ذہانت

حضرت علی کے عہد خلافت میں ایک شخص کو گشت کے سپاہی پکڑ لائے اور ان کے ہاتھ میں خون سے لتھڑی ہوئی چھری تھی۔ آستینیں چڑھی ہوئی اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک خون آلودہ! فورًا اقبال جرم کرلیا۔ اس پر امیرالمومنین نے اُسے جلاد کے سپرد کردیا۔ مگر اچانک ایک اور شخص بھاگتا ہوا آیا اور اُس نے بیان دیا کہ یہ شخص مجرم نہیں ہے۔ بلکہ اس مقتول کا قاتل میں ہوں۔ اسے چھوڑ دیجیے اور مجھے جلاد کے حوالے کیجیے حضرت علی نے اس آنے والے سے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے عرض کیا،

"امیر المومنین میں قلاش ہو چکا تھا۔ آج شب اس نیت سے باہر نکلا کہ کہیں سے کچھ مل جائے۔ تو یہ شخص (مقتول) مجھے مل گیا اور میں نے اسے پچھاڑ کر قتل کر ڈالا۔ اتنے میں آپ کے گشت کے سپاہی آ نکلے۔ انھیں دیکھ کر میں تو ایک طرف دبک گیا۔ مگر یہ غریب جسے آپ نے جلاد کے سپرد فرمایا ہے۔ کہیں سے آ نکلا اور مقتول کی نعش کے قریب پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔ اندھیری شب تھی۔ لاش پر اس کی نظر نہ پڑی۔ مگر سپاہیوں نے اسے لاش پر بیٹھا دیکھ کر گرفتار کر لیا،

امیر المومنین! میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ ایک انسان کی جان تو میں نے ناحق ختم کر دی۔ یہ دوسری میری وجہ سے کیوں مارا جائے۔ اسے چھوڑ کر مجھے جلاد کے حوالے کیجیے۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دوسرے شخص سے پوچھا تو اس نے عرض کیا "میں قصاب ہوں شب کو اپنے باڑے میں گائے ذبح کر رہا تھا اور مجھے پیشاب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مذبح میں پیشاب کرنا شریعت میں منع تھا۔ میں وہاں سے باہر نکل آیا اور چھری ہاتھ میں لیتا آیا کہ کہیں رکھ کر بھول نہ جاؤں۔ اندھیری رات تھی میں زمین پر بیٹھ گیا۔ مگر مجھے معلوم نہ ہوا کہ میرے سامنے کوئی لاش پڑی ہوئی ہے۔ گشت کے سپاہی میرے قریب سے گذر رہے تھے اور وہ مجھے اور لاش کو دیکھ کر چونک اٹھے۔ اور مجھے گرفتار کر لیا۔

امیر المومنین نے فرمایا پھر تو نے اس بے ساختگی سے اقبال مجرم کیوں کیا۔ اس نے عرض کیا "صاحب میرے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی، آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں۔ دونوں ہاتھ لہو میں ڈوبے ہوئے تھے انسان کی لاش میرے سامنے۔ امیر المومنین! میں لاکھ قسم کھاتا کہ مجھے اس واقعہ کا علم تک نہیں۔ مگر اسے کیونکر تسلیم کر لیا جاتا؟"

اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے امیر المومنین نے ان سے فرمایا کہ کیا فیصلہ کرنا چاہیے۔ ابن علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پہلا شخص تو بے قصور ہی ہے۔ اس نے قتل کیا ہی نہیں۔ لیکن دوسرے شخص نے ایک بے گناہ کو قتل کر دیا ہے۔ تو وہ ایک بے قصور کی جان بھی بچا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا"

ترجمہ: "جس نے کسی ایک انسان کو زندہ کیا، اس نے پورے عالم کو زندگی بخشی"

حضرت حسنؓ کے مشورے پر اور قرآنی آیت کے لطیف استدلال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقتول کے وارثوں کو بیت المال سے دیت (معاوضہ) ادا فرما دی۔ پہلا شخص تو بے گناہ ہی تھا۔ مگر دوسرے کو اس نکتہ پر رہا کر دیا کہ اس نے ایک بے گناہ شخص کو موت کے منہ سے بچا لیا۔

## جھوٹی شہادت کا برا انجام

ایک صحابیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن زید (ابن عمرو بن نفیل) پر ایک عورت نے جھوٹی شہادت دی۔ کہ انھوں نے میرا مکان غضب کر لیا ہے۔ حاکم وقت نے یہ گھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے اس کو دلا دیا۔ مگر حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکل گئی۔

"یا اللہ اگر اس نے جھوٹی شہادت سے اسے حاصل کیا ہے تو اسے اندھا کر دے، اور اس کی قبر اسی گھر میں بنے" چنانچہ وہ عورت اندھی ہو گئی تو اس کے بعد ایک روز جو وہ عورت اٹھی تو اسی گھر کے کنوئیں میں گر کر مر گئی۔

خدا کا کلام کیونکر غلط ثابت ہو سکتا ہے اور مظلوم کی دعا کیونکر مردود ہو سکتی ہے۔ (ترجمان السنۃ جلد چہارم)

## احمق کی خاموشی ہی میں پردہ پوشی ہے۔

امام ابو یوسف کی مجلس میں ایک شخص پابندی سے حاضر ہوا کرتا تھا لیکن خاموش بیٹھا رہتا تھا۔ نہ کبھی کوئی سوال کرتا تھا نہ بات کرتا تھا ایک روز امام صاحب نے اس سے پوچھا "کیا بات ہے۔ نہ تم کوئی سوال کرتے ہو نہ سوال پوچھتے ہو"؟ وہ کہنے لگا "قاضی صاحب یہ بتلائیے کہ روزہ کب افطار کرنا چاہیے" قاضی صاحب نے جواب دیا "جب آفتاب غروب ہو جائے" اس نے پوچھا "اگر سورج آدھی رات تک نہ غروب ہو تو؟"

قاضی صاحب مسکرائے اور فرمایا:

بے وقوف آدمی کے لیے خاموش رہنا ہی اس کی زینت ہے۔

(مواعظ حکیم الامت)

## شرابی بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق

حکایت ہے کہ ایک بادشاہ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے تقوے کی دھوم تھی۔ بادشاہ نے شراب کا جام بھرا اور زاہد کے سامنے پیش کیا۔ اس شخص نے جام شراب قبول

# ہماری گیارہویں

میرے متعلق مخالفین نے یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ یہ امام اولیاء کرام کا منکر ہے کہ یہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اس کے متعلق میں بارہا مرتبہ جمعہ، درس، اور اس مجلس میں کہہ چکا ہوں کہ جو اولیاء کرام کا انکار کرتا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے۔ لیکن جو ان کو خدا کے درجے پر لائے اس پر بھی خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ ملعون کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔ لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری یعنی ملعون سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص جمعرات کو ذکر جہر شروع کرنے سے پہلے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے یہ ہماری گیارہویں ہے۔ اور یہی اصلی قادریت ہے ان بھلے مانسوں نے گیارہویں کو جیروں سے دودھ دھکیر لینے کو سمجھ رکھا ہے۔ جو ان کو گیارھویں کھلاوے حنفی، خواہ وہ تارک نماز ہو، جو نہ کھلاوے وہ وہابی۔ کیا یہی دین لوگوں کو بچاؤ گے؟

حضرت لاہوری قدس سرہٗ

# اسلامی نظام حیات ○ عدالت کے دروازے پر

۸۔ درخواست کنندگان کی عرضداشت یہ ہے کہ چونکہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اور اس میں قرآن اور سنت نافذ ہے۔ اس مملکت کا قانون دراصل اس قانون سے بالکل مختلف ہے جو اس ملک کا قانون خیال کیا جاتا ہے۔

پاکستان کی سپریم کورٹ نے دو فیصلوں میں یہ قرار دیا ہے کہ تمام قوانین کا منبع اللہ تعالےٰ تھا۔ لیکن کسی نے بھی اس استقرار حق کے قدرتی اور لازمی نتائج پر غور نہیں کیا۔ یہ کہنا برحق ہوگا کہ اس مقدمہ میں جو دادرسی ہائے طلب کی گئی ہیں وہ سپریم کورٹ پاکستان کے فیصلوں کے قدرتی اور ضروری نتائج ہیں۔ درخواست کنندگان اگلے ضمن ہائے مابعد میں اس امر کی تشریح کریں گے کہ قرآن اور سنت کے مطابق عملی قوانین کیا ہونا چاہیئے اور پھر اس قانون کے منبع سے جو فوائد نکلتے ہیں۔ ان کا مطالبہ کریں گے اس سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ پہلے اسلامی نظریہ حیات کی تشریح کی جائے کیونکہ اس سلطنت میں قانون اللہ تعالےٰ کی مرضی کے تابع ہے اور اللہ تعالےٰ کی مرضی اس وقت تک صحیح طور پر واضح نہیں ہوسکتی۔ جب تک انسان کے لئے اللہ تبارک تعالےٰ کا منصوبہ اور مومنین کے لئے اس کے احکامات بیان نہ کئے جائیں انسانی زندگی کے مقصد کے حصول کے لئے اسلامی قوانین صرف ایک ذریعہ ہیں اور ان مقصد کا ہم تفصیلی جائزہ لیں گے۔

۹۔ اس کرہ ارضی میں انسان کی پوزیشن اس لحاظ سے منفرد ہے۔ کہ جہاں باقی تمام تخلیق ہر حال میں اللہ کی عبادت اور احکامات کی تعمیل پر مجبور ہے۔ "للہ یسجد من فی السموٰت والارض طوعاً وکرھا" (قرآن ۱۳/۱۵)

انسان کو ایک محدود اختیار دیا گیا کہ وہ اطاعت کرے یا نہ کرے۔ اس رتبہ سے جو نوازا گیا

---

کرنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے کہا "کیا تو میری نافرنی کر کے میرے غصے کو ابھارنا چاہتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا "اے بادشاہ! کیا تو چاہتا ہے کہ میں خدا کی نافرمانی کروں اور اس کے غضب کو دعوت دوں؟ نہیں خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوسکتا اگرچہ بادشاہ کی تلوار میری گردن اڑا دے"۔

کیا بادشاہ کے کانوں تک قرآن کی یہ آیت نہیں گئی۔

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ۔

---

بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ انعام واکرام سے مالا مال کر دیا اور اس کی بہت تعریف کی اور کہا "یہ شخص خدا کے معاملے میں کسی سے نہیں ڈرتا۔

## چغل خور کی شرارت سے ایک آباد گھر کی ویرانگی

حکایت ہے ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا۔ جب بیچنے لگے تو خریدنے والے سے کہا "اس غلام میں کوئی عیب نہیں۔ لیکن ایک برائی ضرور ہے۔ مشتر[illegible] نے پوچھا وہ عیب کونسا ہے بیچنے والے نے

# زندگی کا حقیقی مقصد

شخصی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی اس کے کاموں کی غایت رضائے الٰہی کی طلب اور احکام الٰہی کی تعمیل اور اعلاء کلمۃ اللہ کے بلند تخیل کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی، غیر فانی ملّت کا مقصد حیات ایسے ہی غیر فانی مقاصد ہو سکتے ہیں۔ ورنہ محض دنیاوی فوز و فلاح یعنی دولت و حشمت عیش کی زندگی اور اسباب راحت کی فراوانی اور بلند محلات اور خدم و حشم کی کثرت تو وہ پست و مبتذل مقاصد ہیں جو زندگی کا فریب اور حیات انسانی کا سراب ہیں۔

سید سلیمان ندوی

پیدا ہوتی ہیں اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے انسان کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے کہ اس احسن تقویم میں پیدا کیا گیا ہے (قرآن ۹۵/۱) اللہ تعالےٰ نے اسے عزت بخشی ہے۔ اسے ایسے علم سے نوازا گیا ہے جو باقی مخلوق کے حصے میں نہیں آیا اور اسے اس زمین پہ اللہ تعالےٰ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ فرشتوں اور شیطانوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس کے سامنے سر بسجود ہوں۔ انسان کا مقصد بڑا بلند ہے کہ اس نے اپنے رب کو پانا ہے وان الی ربک المنتھیٰ ۵۳/۵۳ مگر اس کے لئے بڑی مشکلات ہیں اور خلقنا الانسان فی کبد (قرآن حکیم ۹۰/۴) کیونکہ ربوبیت کی راہ بہت مشکل ہے۔ یٰایھا الانسان انک کادحٌ الی ربک کدحًا فملٰقیہ (قرآن ۸۴/۶)

گو اللہ تعالےٰ نے انسان کو مجبور نہیں کیا کہ وہ اس کے احکامات کی تعمیل کرے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس سے عہد لیا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکامات کی تعمیل کرے گا۔

اللہ تعالےٰ نے آدم کے فرزندوں کو سوال کیا کہ

کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں اور انہوں نے جواب دیا بلیٰ ہاں ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں (قرآن ۷/۱۷۲) اس طرح اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں یہ ودیعت کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کرے۔ یہ محرک اللہ تعالےٰ کی محبت پر مبنی ہے اللہ تعالےٰ کا منصوبہ یہ تھا کہ انسان کو امتحان کے طور پر زمین پہ بھیجے تاکہ یہ معلوم ہو کہ آیا انسان اپنی مرضی سے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرتا ہے "خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملاً (قرآن ۶۷/۲)

زمین پہ انسان کا قیام مختصر ہے اور پھر اسے واپس اللہ کے پاس جانا ہے جہاں اس کے اعمال کا حساب ہوتا ہے۔ اور اس بنا پر اسے سزا یا جزا ملتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے راہ عمل متعین کی۔ اور اس کی تخلیق نیکی کی راہ پہ کی۔ (فطرت اللہ فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم (قرآن ۳۰/۳۰)

اللہ تعالےٰ نے اسے اچھائی اور برائی میں تمیز بتائی (وھدینٰہ النجدین (قرآن ۹۰/۱۰)

---

کہا، "لگائی بجھائی" (مشتری نے کہا کوئی حرج نہیں میں اس کی لگائی بجھائی میں کبھی بھی نہیں آؤں گا۔ کچھ عرصہ تک یہ غلام اپنے نئے آقا کے پاس شائستگی کی زندگی بسر کرتا رہا۔ ایک روز وہ اپنے مالک کے پاس آیا اور اس سے رازدانہ انداز میں گویا ہوا۔ آپ کی بیوی آپ کو قتل کر کے دوسرے آدمی سے شادی کرنے کی فکر میں ہے۔ آقا نے پوچھا، تم نے کیسے جانا؟ غلام نے جواب دیا۔ "آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ۔ تھوڑا سا انتظار کیجئے!

پھر وہ غلام اپنے آقا کی بیوی کے پاس آیا اور بڑے رازدانہ لہجہ میں اس سے کہنے لگا۔ "آپ کے شوہر آپ کو طلاق دینے پر تلے بیٹھے ہیں اور ایک دوسری عورت سے شادی کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ کیا میں ٹونا ٹوٹکا بتاؤں؟ تاکہ آپ اُن کی محبت پھر سے حاصل کر سکیں۔ وہ کہنے لگی، "ہاں اگر تم نے یہ کیا تو میں تمہیں بہت سا انعام دونگی۔

غلام نے کہا۔ ایسا کیجئے۔ ان کے ڈاڑھی کے نیچے کے تین بال مجھے لا دیجئے۔

رات کو بیوی نے بال نوچنے کی کوشش کی۔ وہ تلوار سونت کر

## حضرت اقدس دین پوری رحمہ اللہ

# انگریز کی نظر میں

مولانا غلام محمد پسر حاجی نور محمد' یہ خاندان ابتدا میں ضلع جھنگ کے مقام اہلما میں رہتا تھا لیکن پچاس برس گزرے ریاست بہاولپور میں متوطن ہو گیا تھا۔ مولوی غلام محمد دین پور علاقہ بہاولپور میں ۱۸۔۱۹ برس سے مقیم ہے وہ ایک با اثر پیر ہے۔ اس کے پیروکاں زیادہ تعداد مغربی پنجاب' سندھ اور بہاولپور میں ہیں۔ غلام محمد (حضرت دین پوری) اور عبید اللہ (حضرت سندھی مرحوم)' پیر محمد صدیق آف بھرچونڈی ضلع سکھر کے مرید ہیں مولوی غلام محمد پیر محمد صدیق کا بھی خلیفہ ہے۔ مولوی عبداللہ سندھی جو مارچ ۱۹۱۶ء میں عبید اللہ (سندھی) اور بعض دوسرے ہندوستانی سازشیوں کے خطوط لے کر ہندوستان آیا تھا اس کو ہدایت تھی کہ پیر غلام محمد کو افغانستان لانے لیکن آخر الذکر سفر کی مشکلات اور دشواریوں کی وجہ سے یہ سفر نہیں کر سکا لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے امیر کو خط لکھا تھا کہ اس نے حلف لے لیا ہے اور جب بھی ہندوستان پر حملہ ہوگا وہ ہر امکانی مدد کرے گا۔ بلوچستان میں ۱۹۱۵ء میں جو جنگ ہوئی وہ اس کی کوششوں کا نتیجہ بیان کی جاتی ہے ........ جنود ربانیہ (شیخ الہند کی انقلابی فوج) میں وہ لیفٹیننٹ جنرل ہے۔ (تحریک شیخ الہند ص ۲۲۴)

انسان کو یہ بھی بتایا گیا کہ وہ اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہے گا۔ تو گمراہ نہیں ہوگا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (قرآن $\frac{۲۹}{۶۹}$)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت براہ راست ملی۔ اس پر اضافہ اس ہدایت سے ہوتا تھا۔ جو پیغمبر لاتے والے تھے۔

۱۰۔ انسان کو واضح طور پر صراط مستقیم دکھانے اور اس کے اندر یہ زبردست خواہش پیدا کرنے کے بعد کہ وہ صحیح راستے پر چلے اللہ تعالیٰ نے پھر ایسے اسباب پیدا کئے جن کی موجودگی میں انسان کے لئے صراط مستقیم پر چلنا مشکل ہو جائے۔ انسان کی تخلیق میں نیکی اور بدی ارفع اور ادنیٰ کو اس طریقہ سے پیوست کیا گیا۔ کہ ارفع و اعلےٰ اس کی معصوم سیرت کا مظہر بنایا اور سفلی جذبات اگرچہ اس کی سیرت نہ تھے مگر اس میں ایسی مضبوط خواہشوں کو جنم دیتے تھے کہ وہ فطرت کے خلاف گناہ کا مرتکب ہو۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنٰہ اسفل سافلین (قرآن $\frac{۳۰}{۹۵}$)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ایسا وجود دیا جس میں طاقتور نفسانی خواہشات رکھیں۔ جو اس پر برابر دباؤ ڈالتی ہیں کہ وہ غلط راستہ پر چلے۔ (ان النفس لامارۃ بالسوء (قرآن $\frac{۱۲}{۵۳}$)

اور اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے متاع میں اس کے لئے کشش رکھی۔

انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملاً (قرآن $\frac{۱۸}{۷}$)

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کی تخلیق کرکے اسے یہ اجازت دی کہ وہ روز حشر تک انسان کو گناہ کی رغبت دلائے اور انسان کو جادہ مستقیم سے ہٹائے۔

شیطان نے کامیابی سے انسان کو گمراہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے جب انسان نے پچھتاوا ظاہر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا۔ کہ وہ قلیل عرصے کے لئے زمین پر رہے گا۔ اسے اپنے رب کی طرف سے رہنمائی ملتی رہے گی۔ اور اگر اس نے اس رہنمائی کی اطاعت کی۔ تو اسے کوئی رنج نہیں پہنچے گا۔

کھڑا ہوگیا۔ اسے یقین ہوگیا۔ غلام نے اس کے بارے میں جو کچھ اس سے کہا تھا۔ سچ کہا۔ لہٰذا اس نے قتل کر دیا۔

یہ خبر جب بیوی کے بھائیوں کو ملی تو وہ دوڑے دوڑے آئے اور انھوں نے شوہر کو قتل کر دیا۔ (روح البیان)

## بقیہ : اداریہ

ڈاکہ ڈالنے کی تربیت دی اور بس! پھر نہ معلوم

درندگی کیا ہے ؟ ہم بڑے لوگوں کے ارشادات بڑی دقت نظر سے پڑھتے ہیں اور اب اس نتیجہ پہ پہنچے ہیں کہ یہ لوگ مقصد زندگی کے معاملہ میں ذہنی انتشار کا شکار ہیں اور ان کے سامنے کوئی منزل متعین نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہکی بہکی باتیں کرنا اور ایک ہی سانس میں متضاد باتیں کہہ جانا ان کا شیوہ بن چکا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارباب اختیار کو ذہنی انتشار کی دلدل سے نکال کر جادہ قویمہ کی

متابعت نصیب فرمائے اور یہ خدا کے عطا فرمودہ وقت سے فائدہ اٹھا کر دارین کی سرخروئی کا انتظام کرسکیں۔

ع : ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

---



---

ع محمد عربی کا بروئے ہر دو سرا است

کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او ست

# کتابوں کی ضرورت

کسی صاحب کے پاس اسلامی علوم و فنون سے متعلق قلمی یا پرانی مطبوعہ کتابیں برائے فروخت موجود ہوں تو وہ براہِ کرم ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں :۔

**ناظم مجلس علمی پوسٹ بکس ۳۴۰۸ کراچی ۲**

# گلدستہ توحید و چالیس دعائیں

نیا ایڈیشن تیار ہے

اس کے علاوہ

آنکھوں کی ٹھنڈک، حکم الذکر بالجہر، دل کا سرور اور راہِ سنت وغیرہ بھی موجود ہیں

ملنے کا پتہ

**انجمن اسلامیہ مسجد بوہڑ والی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ**

# ضرورت رشتہ

تنہا پنشنر کے لیے دیندار ادھیڑ عمر بے آسرا خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

۴۴ نیو شالامار۔ گلی نمبر ۱۱ ڈاکخانہ ملتان روڈ لاہور ۲۵

(۹۲۶۲)

# جامعہ امدادیہ چونیاں

بیادگار قطب العالم شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی "چونیاں جیسی دینی اور علمی اعتبار سے بنجر زمین میں امسال اس جامعہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ چھانگا مانگا روڈ پر ایک قطعہ زمین حاصل کرکے کھلے آسمان تلے تعلیم کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اہل خیر اور اصحاب ثروت حضرات سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

نواب محمد اجمل خان ناظم اعلیٰ جامعہ امدادیہ چھانگا مانگا چونیاں ضلع لاہور۔

۹۲۲۴

# دعاءِ صحت

مسجد شیرانوالہ کے خادم محمد عظیم کی ہمشیرہ، ہفت روزہ خدام الدین کے کلرک محمد رفیع کی پھوپھی اور مدرسہ قاسم العلوم کے طالب علم محمد افضل کے والد اور جناب عبدالرشید انصاری کے لیے دعاءِ صحت کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

**خدام الدین میں اشتہار دے کر اپنی تجارت بڑھائیں**

# تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں

**۱۔ محبوبِ خدا کی دعائیں :** خواجہ محمد اسلام صاحب ہمارے ملک کے معروف ناشر ہیں۔ جنھوں نے عام فہم دینی کتابوں کی اشاعت میں ایک مخصوص معیار قائم کیا ہے۔

"جنت کا منظر" اور "موت کا منظر" نامی کتابوں کی طرح زیر تبصرہ کتاب بھی خواجہ صاحب موصوف نے شائع کی ہے۔ اور اپنی روایتی خوش ذوقی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے

۱۶۰ صفحات کا یہ انتہائی خوبصورت رسالہ جس کا سرورق اپنی جاذبیت میں اپنی مثال آپ ہے۔ حضور علیہ السلام کی ارشاد فرمودہ دعاؤں پر مشتمل ہے

دعا عبادت کا مغز ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور دعا سے غفلت پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

نبی امی علیہ السلام نے ہر موقعہ اور موڑ پر جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں ان کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے شستہ ترجمہ ساتھ ہے اور ابتدا میں ایک مفصل تحریر ہے جس میں حضور علیہ السلام کی جامعیت اور آپ کے کمالات کا ذکر ہے۔ پھر اس ضمن میں دعا، اس کا فلسفہ، حکمتیں، برکات وغیرہ ذکر کی گئی ہیں۔

یہ خوبصورت تحفہ -/۳ روپے میں ادارہ اشاعت دینیات انار کلی لاہور اور تبلیغی کتب خانہ اردو بازار لاہور سے مل سکتا ہے۔

**۲۔ قادیانیوں سے ستر سوالات** دار العلوم دیوبند کے مرحوم ناظم

تعلیمات حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری اپنے وقت کے جید عالم، بے نظیر مبلغ اور زبردست مناظر تھے۔ آپ نے مرزائیوں اور اہل بدعت کے ساتھ متعدد مناظرے کئے اور ہر مناظرہ میں قدرت نے آپ کو فتح مبین نصیب فرمائی۔

آج سے نصف صدی قبل آپ نے مرزائیوں کی دونوں جماعتوں سے ستر سوالات کئے تھے لیکن آج تک کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نے ذاتی نگرانی میں یہ رسالہ چھپوایا ہے۔ حافظ محمد مسلم بن برکت اللہ مٹھائی کمپاؤنڈ بندر روڈ کراچی سے پندرہ پیسہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر یہ رسالہ مفت منگوایا جا سکتا ہے۔

**۳۔ اسلام اور مرزائیت**

مولانا محمد احمد قاسمی کے قلم سے!

مرزائیت کے متعلق یہ جدید انداز کا ایک رسالہ جس میں اسلام اور مرزائیت کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مرتب موصوف نے بڑی محنت وسلیقہ سے اسے مرتب کیا ہے۔ ۶۴ صفحات کا درمیانی سائز کا یہ رسالہ شعبہ نشریات مجلس احرار اسلام احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور سے تین روپے میں مل سکتا ہے۔

**۴۔ مرزا جی کی دو زبانیں**

مرتبہ : امجد نصیر  قیمت : ایک روپیہ

ملنے کا پتہ : شیخ ظفر محمد اینڈ سنز۔ تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔

یہ رسالہ ایک طالب علم لیڈر کے قلم سے ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ آج کل جبکہ ہر نوع کی لیڈری کی طرح طالب علموں کی لیڈری بھی فیشن بن گئی ہے۔ ایک طالب علم لیڈر نے بڑی بڑی محنت سے مرزائیت کا مطالعہ کیا اور مرزا کے متضاد دعاوی کو خوبصورتی سے مرتب کیا۔

اس رسالہ میں دو کالموں میں آمنے سامنے متضاد دعاوی کو ذکر کر دیا گیا ہے۔ پڑھیں اور ضرور پڑھیں۔

عبد الرشید انصاری

# تاریخی خط و کتابت

## حضرت فاروق اعظم اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کے مابین

(قسط ۲)

امین الامۃ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو خلیفۃ المسلمین جناب ابو بکر صدیقؓ کے انتقال کی خبر موصول ہوئی تو غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اسلام کے ان وفادار جانثاروں کو ابھی تو محبوبِ خدا کی جدائی کا صدمہ نہیں بھولا تھا کہ جانشین پیغمبر بھی اس جہانِ ہست و بود کو خیر باد کہہ کر قضائے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ایک مرتبہ جناب رسالت مآب ﷺ برسرِ منبر جلوہ افروز ہوئے تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ دنیا میں جو چیز بھی تمہیں دوں ......... یا جس قدر تم خود چاہو وہ لے لو ......... اور یا قربِ خداوندی اختیار کر لو۔ سید المرسلین نے فرمایا کہ اس بندے نے اللہ کے قرب کو اختیار کر لیا (اور دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دیا)

یہ سنتے ہی رمز شناس حضرت ابو بکرؓ کی چیخ نکل گئی آنکھوں نے برسات کی جھڑی لگا دی۔ لوگ حیران رہ گئے ..... ابو بکرؓ نے سرد آہ بھری ، یا رسول اللہ ! ہم اپنے مال باپ سمیت آپ کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگا دیں گے ..... ابو سعیدؓ کہتے ہیں اس وقت ابو بکرؓ کے سوا آپ ﷺ کے ان ارشادات کی حقیقت تک ہم میں سے اور کوئی نہ پہنچ سکا ......... اور اس کے بعد پھر حضور ﷺ کبھی منبر پر تشریف نہ لا سکے۔ وہ ابو بکرؓ جنہیں اپنے محبوب آقا سے جدا رہنا ایک دن کیلئے بھی قبول نہ تھا دو سال اور چار ماہ جدا جانے انہوں نے کیسے گزارے ہوں گے۔ لختِ جگر عائشہؓ سامنے آتی ہوں گی تو ماہِ عرب کی یاد سے دل کیوں نہ صد پارہ ہو تا ہوگا۔ مزارِ یار پر حاضری کے وقت غار کے لمحات کا منظر کیا طوفان نہ اٹھاتا ہوگا۔ عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور ابو عبیدہؓ کے ساتھ مجلس میں بیٹھ کر میرِ مجلس کا نظروں کے سامنے نہ ہونا ابو بکرؓ کے سینے پیار کے پہاڑ گراتا ہوگا۔ کارکنانِ قضا و قدر کو رحمتِ کائنات کے رحم دل یارِ غار پر رحم آگیا اجل کا پیغام آیا دنیا کے جھمیلوں سے عاشق زار کو آزادی ملی اور یارِ غار کے بعد یارِ مزار کے تاجِ عظمت سے بھی سرفراز ہوگئے۔ لیکن عین جنگ کے عالم میں یہ خبر کہ جانشین پیغمبر ابو بکر صدیقؓ دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ مسلمان مجاہدوں کے حوصلوں کو پاش پاش کر دینے والی تھی حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے جذبات کو ضبط کیا فی الفور صرف اپنے مشیرِ اعلیٰ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یہ جانگداز خبر سنائی۔ فاروقی نامہ کو تمام افسرانِ فوج کے اچھے کردار حسنِ عمل اور بہتر کارکردگی سے آگاہ کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے خلیفہ بننے کی اطلاع پا کر معاذ بن جبلؓ اور اپنی طرف سے ایک مشترکہ خط قاصد کو دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کو موصول ہونے والا یہ پہلا سرکاری جواب الخط تھا۔ خط کا مضمون اس طرح تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل کی طرف سے

عمر بن خطاب کو سلام .....

ہم اس خدا کے شکر گزار ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ خلیفہ بننے سے پہلے آپ کو ہمیشہ اپنی اصلاح کی لگن رہتی تھی۔ اب آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کالوں اور گوروں (تمام افراد) کے حاکم ہو چکے ہیں

اس لئے اب موافق و مخالف کبیر و صغیر، کمزور اور طاقتور (بسلسلہ متنازع امور) سب آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں ...... یہ سب کے سب ان سب کے حقوق ہیں اور آپ کی "میزانِ عدل" میں ان سب کا حصہ ہے ...... اے عمر! ذرا خیال رکھنا کوئی فیصلہ کرتے وقت، آپ کی طرف سے ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ناانصافی نہ ہو ...... ہم آپ کو اس دن کی یاد دلاتے ہیں جب تمام بھید ظاہر ہوجائیں گے اور چھپی برائیاں کھل کر سامنے آجائیں گی ...... جب تمام مخلوق ایک سلطان غالب کی بارگاہ میں ذلیل وخوار ہوگی اور انسان (معافی کی) امید اور (سزا) کے خوف کی ہلچل سینوں میں لئے اس کے فیصلہ کے منتظر ہوں گے ......

ہم نے سنا ہے کہ اس ملت میں (یعنی مسلمانوں میں) ایسے لوگ (پیدا) ہوں گے جو

خصلتاً بظاہر دوست لیکن بباطن باہم دشمن ہوا کریں گے ...... خدا پناہ کہ ہمارا تعلق (کبھی) ایسے لوگوں سے ہو۔ بنا بریں کہیں اس خط کا ایسا مطلب نہ سمجھ لینا جس کا ہم نے ارادہ نہیں کیا ہم نے محض مخلصانہ جذبات سے یہ خط لکھا ہے۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

(فتوح الشام ازدی بصری۔ باقلانی نے اعجاز القرآن میں اور حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم نے بھی معمولی فرق الفاظ کے ساتھ یہ خط نقل کیا ہے حضرت عمر کے سرکاری خطوط)

مندرجہ بالا مکتوب بجائے خود بصائر و حقائق کا مرقعہ ہے اس پر تفصیلی تبصرہ کے بجائے جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب الجواب کا تذکرہ زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے امیر المومنین نے جواباً تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے

ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل کو سلام!

میں اس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ...... میں تم دونوں کو خوفِ خدا کی تلقین کرتا ہوں وہ خوف خدا جس سے خدا کی رضا اور خوشنودی ملتی ہے۔ جس میں تمہاری خوش بختی مضمر ہے اور جس کو اہل ہوش اور اہل خرد اپنے لئے نعمت عظمیٰ یقین کرتے ہیں

---

تمہارا خط موصول ہوا تم نے لکھا ہے کہ "خلافت سے پہلے آپ کو اصلاح نفس کی بڑی لگن رہتی تھی" ...... ہم نے کیسے جانا تمہارے ان الفاظ سے مدح وستائش کی بو آتی ہے ...... تم نے لکھا ہے کہ "میں اب مسلمانوں کا حاکم اعلیٰ بن گیا ہوں اور اب بڑے چھوٹے دوست اور دشمن کمزور اور طاقتور سب میرے سامنے بیٹھتے ہیں اور سب کے لئے میری میزان عدل میں حصہ ہے ...... تم نے لکھا ہے "ذرا دھیان رہے اے عمر انصاف کے وقت تمہاری طرف سے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو"۔ بلاشبہ (جب بھی کسی فیصلہ کا موقعہ ہو) اس وقت اگر خدا کی مدد اور ہدایت عمر کے شامل حال نہ ہو تو وہ انصاف کا حق ادا نہیں کرسکتا ...... تم نے مجھے ایک آنے والے دن سے ڈرایا ہے جسے شب و روز کی گردش لاکر رہے گی یہ گردش ایام ہر نئے کو پرانا بنا دیتی ہے ہر دور کو قریب کردیتی ہے اور ہر موعود کو لے آتی ہے، اس (گردش ایام) کے نتیجہ میں ایک روز قیامت آجائے گی جب سارے راز کھل جائیں گے اور چھپی برائیاں ظاہر کردی جائیں گی۔ جب ایک "سلطان قاہر" کی عظمت وجلال کے حضور چہرے ذلیل وخوار ہوں گے اور لوگ عاجزی سے اس کے حضور کھڑے فیصلے کے منتظر ہوں گے سزا سے ہراساں اور رحمت کے امیدوار ...... تم نے لکھا ہے کہ "ہم نے سنا ہے اس ملت میں ایسے لوگ (بھی ایک وقت) پیدا ہوجائیں گے جو بظاہر (ایک دوسرے کے) دوست ہوا کریں گے لیکن بباطن دشمن ہی رہا کریں گے"۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا یہ منافقت قیامت کے قریب رونما ہوگی جب دنیوی نقصان کے خوف یا دنیا کے فائدے کے لالچ اور خواہش سے ہی لوگ سرگرم عمل ہوا کریں گے (اپنی آخرت کو بھلا دیں گے) ...... تم نے اس بات سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگی

ہے کہ میں اس خط کا وہ مطلب مراد لوں جس کا تم نے ارادہ نہیں کیا کیونکہ تم نے یہ خط مجھے خیر اندیشی کے جذبہ سے لکھا ہے اور تم نے یہ سچ کہا ہے ...... تم مجھے خط لکھتے رہا کرو میں تم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

والسلام

(حلیۃ الاولیاء، اعجاز القرآن، فتوح الشام ازدی)

اس فاروقی مکتوب کا بار بار مطالعہ فرمائیے ——— کہ عنانِ حکومت سنبھالتے ہی افسرانِ مملکت کو "اپنی لابی" میں شامل کرنے کے بجائے انہیں تنقید اور حرف گیری کی کھلی آزادی دینا فی الحقیقت خوبی کے بیان پر یوں ٹوک دینا کہ تمہارے ان الفاظ سے ستائش اور چاپلوسی کی بو آتی ہے اور ماتحت مشنری کے ذہن پر اپنے "قل" اختیارات کا سحر" نہ کرنا اور کہنا کہ تم سے میں بے نیاز نہیں ہو سکتا تمہارے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا، تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے ———

ہو سکتا ہے عہدِ حاضر کا مغرب زدہ عنصر اس غیر مصلحت کوشی اور کھری کھری کو مولویت قرار دے۔ مگر تاریخ آج بھی پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ ——— اے دنیا کے پریذیڈنٹو! عوامیت کا نعرہ لگانے والے چیئرمینو! مطلق العنان بادشاہو! جھوٹی جمہوریت کے علمبردار وزراء اعظم! دیکھو دنیا کے عظیم فاتح اور محمد عربی ﷺ کے غلام عمر فاروقؓ نے سادگی، سچائی، خدمتِ دین و ملت، خداشناسی خدا پرستی اور خدا ترسی کے کن اطوار اور کون سے اصولوں کو اپنایا تھا کہ وہ اونٹ چرانے والا ایک عرب نہ صرف دس سال چھ ماہ اور چار دن تک حکومت کرتا رہا اور اس کے ملک کی سرحدیں پچیس لاکھ مربع میل تک پھیل گئی تھیں بلکہ اس کے دورِ خلافت میں اسلام کے نام لیواؤں نے عرب کے تپتے ریگستانوں سے نکل کر افریقہ، یورپ اور ایشیاء کے سینوں پر خدا کی توحید اور پیغمبر آخر الزماں کی سنتِ مطہرہ کے پھریرے لہرا دیئے ———

## دو روزہ سیرت کانفرنس

بتاریخ ۳۰ ربیع الاول و یکم ربیع الثانی سنہ ۱۳۹۶ھ

مطابق یکم و ۲ اپریل ۱۹۷۶ء بروز جمعرات و جمعہ

بمقام شبیر اللہ باغ گوجرانوالہ

زیر سرپرستی : استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہ

مقررین : قائد جمعیۃ علماء اسلام مولانا مفتی محمود مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا عبدالمجید ندیم، مولانا قاضی عصمت اللہ، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی، مولانا ابدالاشدی، مولانا سعید الرحمن علوی، طالب علم رہنما عبدالمتین چوہدری و دیگر علماء و خطباء۔

منجانب شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ گوجرانوالہ

---

سیرت کی عظیم کتاب **رہبر و راہنما** کا مطالعہ فرمائیں

اشاعت المعارف • سمندری • ضلع لائلپور

---


مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے چیف پرنٹر خواجہ طارق لطیف کمبرج پریس لاہور میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔